مکتوب شریف 250

الحمد اللہ اللہ کی خاص رحمت سے اور اس کے خاص کرم سے ماہ رمضان المبارک کی آج ۲۴ ویں آخری عشرے کی نشست ہے. جس میں مجھے اوور آپ کو حاضری کی سعادت نصیب ہو رہی ہے اور آپ تمام حضرات جوان آخری لمحات سے فیض یاب ہو رہے ہیں.

ایں سعادت بزور بازو نیست

پتا نہیں یہ وقت زندگی میں آئے یا نہ آئے دوبارہ کبھی ایسا موقع زندگی میں ملے نہ ملے یا قسمت یا نصیب ہر سال ہمارے اعتکاف کے چہرے بدلتے ہیں. بہت سارے لوگ آنا چاہتے ہیں نہیں آسکتے بہت سارے آجاتے ہیں. ہر سال اللہ انہیں توفیق دے دیتا ہے اور بعض ایسے ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی اس عظیم کرم نوازی سے ہمیشہ کے لیے محروم رہتے ہیں انہیں اس بات کا اندازہ ہی نہیں ہوتا کہ اس وقت کی کتنی قدر اور قیمت ہے اور وہ اس وقت کو جفت اور طاق میں ہی بانٹتے پھیرتے ہیں۔

اللہ والوں کے ہاں تو ہر نیکی ہی بڑی نیکی ہے اور ہر گناہ ہی بڑا گناہ ہے وہاں چھوٹے بڑے کا کوئی تصور نہیں ایک ہی چیز ہے یہ کبیرہ ہے یہ صغیرہ ہے اس طرح کی گفتگو وہ نہیں کرتے ان کے لیے گناہ گناہ ہی ہے اور نیکی نیکی ہی ہے تو اللہ انہیں ہدایت عطا فرمائے (آمین)

جو اس عظیم وقت کو سمجھ نہیں سکتے کہ یہ ایک ایسی دل کی دکھ بھری داستان ہے سوائے اس کہ کہ صبر ہی کرنا پڑتا ہے کیونکہ انسان چاہ کر بھی بعض اوقات اپنے گھر والوں کو بھی یہ شے نہیں دے سکتا حالانکہ اپنے گھر والے سب سے قریب ہوتے ہیں انسان کے سب سے زیادہ پاس ہوتے ہیں دن رات ان کے ساتھ زندگی گزرتی ہے انہی کے لیے ہم کماتے پھرتے ہیں انہی کے لئے ہم ذلیل وخوار ہوتے ہیں انہی کے لیئے ہم خاک چھانتے پھیرتے ہیں لہذا بعض اوقات انسان چاہ کر بھی اپنے گھر والوں کو بھی نہیں دے سکتا اپنی بیوی کے لئے اپنے بچوں کے لئے یا اپنے گھر کے جتنے بھی مرد خواتین ہیں بہن ہیں بھائی ہیں ان سب کے لئے انسان کوشش کرے اور سب کو یہ دے دے ممکن نہیں ہے یہ. بہت ہی قیمتی بات ہے آپ نہیں دے سکتے اور آپ ترستے رہتے ہیں کہ یہی باتیں کاش میری بیوی کو بھی پتا چلے یہی باتیں کاش میرے بھائی کو پتا چل جائے میرا بھائی بھی ان باتوں کو جان لے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ صرف اور صرف اللہ کی تقسیم ہے اور اگر کسی کو اس کی قدر نہیں ہے تو زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے وہ چیز اس کے لئے ہے ہی نہیں جب نہیں ہے تو پھر کیوں پریشان ہو چھوڑ دیں آپ لیکن بہر حال دل میں تکلیف ہوتی ہے دکھ ہوتا ہے کہ یہ اتنی عظیم سعادت لے لمحے ہیں ایک ایک لمحے سے زمین وآسمان کی برکتیں انسان لے سکتا ہے لیکن صرف اپنی غفلت کی وجہ سے. اس پے بڑی تکلیف ہے جو موجود ہیں اللہ انہیں سلامت رکھے جو سمجھ رہے ہیں ان کو اور برکت دے اور رحمت کرم اور فضل اللہ انہیں عطا فرمائے اور وہ ذکر کی حقیقت کو سمجھیں. حقیقت ذکر رفع الغفلع. ذکر کی حقیقت غفلت کا نہ رہنا ہے

جس شخص کا ذکر حقیقت تک چلا گیا وہ کبھی غافل نہیں ہوگا

اسے یہ علم ہوگا کہ اس وقت کیا کرنا چاہئے وقت کس شے کا ہے اس وقت مجھے کہاں ہونا چاہئے او وقت میری موجودگی کہاں ضروری ہے وہ وہاں ہوگا. اسے کہتے ہیں حقیقت ذکر ذکر کی حقیقت اس بندے کو مل گئی جتنا بھی ذکر کیا ہے اس نے حقیقت پالی کہ اس کی غفلت دور ہوگئی یہاں غفلت ہی غفلت ہے سمجھا سمجھا مر جاؤ کھپ جاؤ بتا بتا کے سروں میں سوراخ کر کے سمجھانے کی کوشش کرو پھر بھی نہیں سمجھتے اور اپنی طبیعت کے مطابق اسلام کو ڈھلنا چاہتے ہیں میرا چونکہ دل نہیں چاہ رہا درس سننے کو تو نہیں سننا میری چونکہ مصروفیت ہے نہیں آنا چونکہ میں وہاں تھا تو نہیں آیا اسی میں ہی زندگی گزر جاتی ہے. تو ایسا نہ کبھی ہوا ہے نہ کبھی ہوگا اللہ کا دین طبیعتوں کا محتاج نہیں ہے. ہمیں اپنی طبیعتیں اس کے مطابق ڈھلنی ہیں جو یہ چاہتا ہے وہ کرنا ہے تم لوگ اپنی طبیعتوں کے غلام بنے ہوئے ہوا ایسا شخص اسی طرح رہتا ہے اس کو نہ چھیڑو اس لیے کہ وہ چھڑ گیا تو بہت پریشان ہو جائے گا لہذا یہ بڑے قیمتی لمحات ہیں اور ۲۰ سال سے قبلہ عالم کی محبت میں یہ عظیم سعادتیں ملتی رہتی تھی. ۱۹۸۹ میں میرا پہلا اعتکاف تھا آج ۲۰۲۰ ہے۔

قبلہ صلاح الدین فاروقی صاحب میرے ہر اعتکاف کے اور میں ان کے ہر اعتکاف کا گواہ ہوں. ان بیس سالوں میں یہی سمجھا ہے ایک جملے میں ۲۰ سال بیان کرنے لگا ہوں

اپنی طبیعتوں کو دین کے ساتھ ڈھال لو یہ ۲۰ سال کا نچوڑ ہے

جو دین اُس وقت چاہ رہا ہے وہ کر وفلاں میرے ساتھ یہ معاملہ بن گیا نہ آ سکا اللہ اسے تسلیم نہیں کرے گا قیامت کے دن کوئی بات تمہاری تسلیم نہیں ہوگی وہ کہے گا یہ جانکہ اپنے پاس رکھو اپنے مجھے بتاؤ میرے دین کے ساتھ کیا کیا ان میں یہی سمجھا ہے ہم نے لہذا اپنے جسم پہ خود حکمرانی کرنا سیکھیں؛ اس کو اپنے اوپر حکمران نہ بننے دیں ابوالوقت بنیں ابن الوقت نہ بنیں وقت کو اپنے حساب سے چلائیں میری مرضی ہے جدھر چلاؤں گا تجھے چلے گا وہ اس لیئے کہ اللہ نے انسان کو اتنی طاقت دی ہے کہ وہ وقت کو اپنے حساب سے چلا سکتا ہے تو الحمد اللہ آپ سب یہاں بیٹھیں ہیں اللہ آپ کا یہ شوق سلامت رکھے اور یہ برکتیں ایسے ہی سلامت رکھے اور یہ رحمتیں اسی طرح آپ کو ملتی رہیں.

مکتوب شریف ۲۵۰

جو قبلہ الشیخ احمد فاروقی سرھندی حضور سیدنامجدد الف ثانیؒ نے

حضرت مُلا احمد برکی رحمة اللہ علیہ

کی طرف بھیجا ہے کچھ سوالات انہوں نے کیے تھے تو آپ نے اس کا جواب دیا ہے مرید نے پیر سے سوال کیے تھے تو آپ نے جواب دیا وراس میں بہت ساری ہم سب کے لیے نصیحتیں ہیں.

ا۔سوال یہ کیا تھا کہ حضور جو ذوق وشوق پہلے تھا اب نہیں پاتا؟

یہ پہلا سوال ہے کہ حضور پہلے بڑا ذوق اور شوق تھا بڑی آپ کی مجلسوں میں آنے جانے کی توفیق ملا کرتی تھی اور رونا دھونا بھی تھا شروع کے دن بڑے یاد آتے ہیں.

یاد ماضی آزاد ہے یارو چھین لے کوئی مجھ سے حافظہ میرا

تو وہ یاد ماضی بڑا یاد آتا ہے بڑا وقت اچھا تھا جب شروع میں بڑے اچھے معاملات تھے جاتے آتے تھے دن رات آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی رہتی تھی اور بڑا اچھا ذوق وشوق تھا آپ فرمارہے ہیں وہ مجھے پہلے تھا اب نہیں ہے اور اس میں تھوڑی سی مجھے یہ تکلیف ہوگئی ہے یعنی میرے دل میں یہ چیز سُرائیت کررہی ہے کہ یا تو میں تنزل میں چلا گیا ہوں یا آپ تنزل میں چلے گئے ہیں (استغفر اللہ)

آپ کی لگتا ہے تنزلی ہوگئی ہے آپ ٹھیک نہیں رہے اور میرے بھی حالات خراب ہوگئے ہیں تو چونکہ آتا تو شیخ سے ہی ہے تو لہذا مرید صاحب پھر یہ سوچ رہے ہیں لگتا ہے شیخ صاحب میں فیض کم ہوگیا ہے اور اس لیے مجھے نہیں مل رہا کیونکہ آتا تو ادھر سے ہی ہے تو فرمایا کہ یہ جو اولا دمجھے حلاوت ذوق وشوق بہت زیادہ میری کیفیت اچھی ہوتی تھی یہ اب نہیں رہی. یہ کتنا ضروری ہے کہ ایک مرید کو ان چیزوں کو سمجھنا. ایک سالک کو ان چیزوں کو جاننا کیونکہ اس نے اگر proper رہنمائی نہ لی تو یہی چیز اس کے لیئے کتنا سخت زہر قاتل بن جاتی ہے. کتنی یہ اس کے لئے مشکل کھڑی ہوجاتی ہے کہ وہ اس کو سمجھ رہا ہے کہ میں تنزلی میں چلا گیا ہوں اور شاید میرا شیخ بھی تنزلی میں چلا گیا ہے اس لئے کہا گیا کہ ہمیشہ اپنے شیخ کے سامنے ایک طفل مکتب کی طرح رہو تم کسی بھی درجے پہ چلے جاؤ گے کہیں نہ کہیں تمہیں ہر صورت ان کی ضرورت پڑے گی اور تمہیں ان کی رہنمائی کی ضرورت ہے اس کے بغیر گزارا نہیں ہے اب یہ مرید ہے مجدد پاکؒ کے اور چھوٹے پیر کے مُرید نہیں ہیں (سبحان اللہ)

بہت بڑے پیر کے مرید ہیں اور پھر عام پیر نہیں ایک کامل پیر کے مرید ہیں جو پیروں کے پیر ہیں بزرگوں کے بزرگ ہیں بلا کسی مبالغے کے کوئی دنیا کا ایسا فرقہ نہیں ہے جو آپ کو مجدد تسلیم نہ کرتا ہو. ہر فرق آپ کو مجدد مانتا ہے. چاہے وہ کسی بھی مکتب فکر سے تعلق رکھتا ہو. بلکہ آپ مکتبہ فقر کو چھوڑیں غیر مسلم بھی آپ کو ریفارمر مانتے ہیں.

He is a great great and ever grwat refarmer

ان جیسا اصلاح کرنے والا کوئی نہیں آیا ایک ایسے شخص کا مرید بھی جو اتنے کامل مقام پہ ہے. اسے بھی ضرورت ہے کہ وہ اپنے شیخ سے رہنمائی لے. کیا سوچ رہے ہیں کہ حضرت یہ ہوگیا ہے میرے ساتھ کہ اب میری حالت یہ ہوگئی ہے تو ایسا ہوتا ہے طریقت کے معاملات میں یہ چیزیں پیش آجاتی ہیں. آپ جب وظائف پڑھ رہے ہیں دروس لے رہے ہیں تو آپ پہ یہ کیفیت ضرور آتی ہے.

مجھے یاد ہے کہ شاید • ایا بارھواں اعتکاف ہوگا تو ایسی کیفیات سے ہمیں بھی گزرنا پڑا اور رونا بند ہوگیا آنسو آنا چھوٹ گئے حجرت کی مجلس میں بیٹھتے تو ایسے لگتا کہ یہ تو عام سی باتیں ہیں سارا پتا ہے ہمیں اور عجیب وغریب حالت ہوگئی جی چاہا اُٹھ کے بھاگ جائیں چھوڑ دیں رہنے دیں بس پُر ہوگیا ہے کام بس اب فل ہوگئے ہیں اور مکمل ہوگئے ہیں لگتا ہے کہ اب مزید آگے ضرورت ہی نہیں ہے میں خود سب کچھ ہوگیا ہوں غلط فہمی یہ پیدا ہوتی ہے چونکہ وہ ترقی کی علامات کے جتنے بھی معاملات ہوتے ہیں وہ سب رک جاتے ہیں کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا یوں سمجھ لیں سارے میٹر بند ہوتے ہیں.تو ایسا ہوتا ہے یہ طریقت کے اندر ایک لازمی معاملہ ہے ہوجاتا ہے تو انہوں نے یہ پوچھ لیا یہ بھی سعادت ہے کہ انہوں نے پوچھ لیا خط لکھا کہ حضور یہ معاملہ میرے ساتھ بن گیا ہے تو بعد اتنا بھی تردد نہیں کرتے اور اس کیفیت میں وہ ہوتے ہیں لیکن وہ پوچھتے نہیں ہیں تو جب نہیں اس سے پھر وہ کیفیت ان کے لئے مزید خطرناک ثابت ہوتی ہے تو پھر ایک وقت آتا ہے کہ وہ کیفیت ان کے لئے واقعی تنزلی کا سبب بن جاتی ہے حالانکہ وہ تنزلی نہیں تھی اگر وہ اپنے شیخ سے رہنمائی لے لیتا تو یہ خوبصورت بات جو آپ کرنے لگے ہیں.جواب میں

آپؒ نے ارشاد فرمایا.

تیری پہلی کیفیت اہل وجد وسماع کی کیفیت تھی یعنی اہل وجد وہ لوگ ہوتے ہیں جو تاروں کے جھڑنے آوازوں کے اوپر نیچے ہونے یا کوئی ساز چھڑے تو پھر میں چھڑوں کے اوپر بیٹھے ہوتے ہیں.آپ فرما رہے ہیں اب تیری وہ کیفیت نہیں اہل وجد ارباب جسد ہوتے ہیں یہ جسموں کے غلام ہوتے ہیں ارباب ارواح نہیں ہوتے وہ جسم کی قید اور پنجرے میں پھنسے ہوئے ہوتے ہیں وہ پھڑکتے ہیں اور تڑپ اُٹھتے ہیں اور کانوں کے پردوں میں جو چیز ان کے جاتی ہے کان ان کا مزہ لیتے ہیں فرمایا اے احمد برکیؒ اب تو اہل جسم سے نکل آیا ہے اہل روح ہوگیا ہے جسم کے مزوں سے تو باہر آگیا ہے آزاد ہوگیا ہے اب جسم کے مزے نہیں ہیں تیرے پاس مبارک ہو تجھے پہلی حالت سے بہتر حالت نصیب ہوئی ہے.

پلے اسے لگ رہا تھا میرا کام خراب ہوگیا ہے شیخ کہہ رہا ہے تجھے مبارک ہو تیری حالت بہتر ہے بلکل متبادل مشرق مغرب اوپر نیچے متبادل اس کا جواب آیا کہ بیٹا تیری حالت پہلے سے بہتر ہے یہی تو حالت مقصود ہے یہی تو مقصد ہے یہ پھڑکنا تڑپنا یہ دیواروں سے ٹکرانا یہ اہل جسد کا کام ہے یہ بچوں کے کھلونے ہیں.انہیں طریقت میں بچوں کے کھلونے کہا جاتا ہے یہ شروع کے دن کی باتیں ہیں.یہ شروعات میں بچے کو کھیلنے کے لیئے ماں ایسا کرتی ہے کبھی کوئی کھلونا پکڑا دیا کبھی کوئی.بچہ اس سے کھیلتا رہتا ہے اور آہستہ آہستہ جب بڑا ہوتا ہے پھر سارے کھلونے سنبھال دیتی ہے کیونکہ اب تجھے ان کھلونوں کی ضرورت نہیں ہے اہل جسد سے نکل کے اب تو اہل روح میں آگیا ہے.تجھے مبارک ہو یہ تیری حالت پہلی حالت سے بہتر ہے.تو دیکھیں رہنمائی کا کتنا فائدہ ہوا اور اگر رہنمائی نہ لیتا تو مارا جاتا ذلیل وخوار ہوجاتا اور واقعی تنزلی میں چلا جاتا۔

.آگے آپ بڑی خوبصورت بات کر رہے ہیں فرما اب تو روح کی دنیا میں آگیا ہے تمہارے لطائف باطنی یہ برکتیں حاصل کر رہے ہیں.یہاں پے یہ بات سمجھنے والی ہے کہ اگر آپ بھی سر اور ساز سننے کے شوقین ہیں تو آپ بھی اہل جسد میں سے ہیں اگر آپ کو بھی نعت شریف سننے یعنی آپ کی یہ اگر requirment ہے اور آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ یہ پڑھے گا تو کچھ ہونا ہے کچھ معامل بنے گا یہ بندہ کچھ بات کرے گا تو کچھ ہوگا حضرت صاحب کے درس کا آج کوئی مزہ نہیں آرہا وہ پھڑکنے والی بات نہیں کر رہے.

مثال

ہمارے ساتھی اس دن کہہ رہے تھے میں جہاں کام کرتا ہوں وہاں اکثر آپ کے لیکچر لگاتا ہوں اور ساتھ ساتھ میں سنتا رہتا ہوں اور کام بھی کرتا رہتا ہوں کہتا ہے میرے ساتھ جو ساتھ کام کرتے ہیں وہ کہتے ہیں ہمیں مزہ کوئی نہیں آتا یہ کوئی پھڑکنے والی بات ہی نہیں کرتے سادہ سی گفتگو کرتے ہیں لہذا ہمیں مزہ نہیں آتا.اس نے کہا اس طرح ہوتا ہے تو میں نے اسے ایک ہی بات کی میں نے کہا صرف اتنا کبھی بتا دو کیا حضور نے کبھی پھڑکنے والی بات کی کبھی آقا نے اچھل کے کوئی بات کہی ہو یا حضور نے کوئی حق لگا کر بات کی ہو(استغفراللہ)حضور بھی سادی گفتگو ہی کرتے.(سبحان اللہ)

آقا بھی ایسی سادہ ہی بات کرتے.آپ اتنا آہستہ کلام کرتے کہ صحابہ فرماتے ہیں ہمیں کان لگا کر سننا پڑتا بول کیا رہے ہیں.ہمیں سننا پڑتا پوری طرح کان لگا کر کندھوں سے کندھے جوڑ کر کہ کوئی بات مس نہ ہوجائے اتنا آپ آہستہ کلام کرتے.اور یہاں مولوی صاحب نے جو آخر میں بیٹھا ہوا اس کے بھی کان میں جا کے بتانا ہے میں کیا بات کر رہا ہوں

سپیکر لگا ہوا ہے تیرے پاس بیٹھے ہیں سپیکر کو اس کا کام کرنے دو یا پھر اسے بند کر دو سائیڈ پے رکھ دو تو وہ بڑا ہنسا اس بات پے میں نے کہا اسے صرف اتنا کہو کیا حضور ایسے کرتے تھے .اگر وہ کہے ہاں تو اسے پوچھو کہاں لکھا ہے کدھر لکھا ہے آقا نے کبھی رٹیں لگائی ہوں. یہ لوگوں نے پھڑ کنے کے زریعے بنائے ہوئے ہیں. یہ اصل میں ذہنی عیاشی کا ایک نام ہے جس طرح جسمانی عیاشی ہوتی ہے. ایسے ہی ذہنی عیاشی ہوتی ہے طبعی عیاشی آپ ذہنی طور پے عیاش ہیں تو پھر ایسے الفاظ آپ سے مانگتا ہے.

میرے ایک بزرگ ہیں فوت ہو گئے ہیں ان کی گفتگو سننے کو ملی وہ کہہ رہے تھے کہ یہ سٹیج کے کرتب اور کاریگر ہیں یہ کرتب کرتے ہیں الٹ بازیاں مارتے ہیں تا کہ لوگ اٹریکٹ ہوں اس طرح کی چیزوں سے اگر آپ اٹریکٹ ہو رہے ہیں تو آپ بھی ابھی پرائمری پاس بھی نہیں ہیں آپ کی عمر بے شک ۹۰ سال ہو گئی ہے. خدا کی قسم میں نے ابوالبیانؒ کو بھی سنا ہے .اللہ آپ کی قبر پے کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے (آمین)

.آپ اپنی تقریر کے آخر میں بھی ہوتے تو بھی انداز سادہ ہی ہوتا تھا. ابوالبیانؒ کا لقب پانے والے کا یہ حال ہے انداز سادہ ہی ہوتا تھا آپ کے الفاظ میں زور آجاتا تھا لیکن انداز سادہ ہی رہتا تھا. آپ کی تقریروں کا لمبے عرصے تک اثر رہے گا. اور ایسی بنیاد ڈال گئے ہیں حضور کی محبت کی تقریروں کی جو شاید ہی اس کو achieve کر سے آپ کی گفتگو بھی سادی ہوتی تھی میں نے آپ کو ایسے درسوں میں بھی سنا ہے مکتوبات شریف کے درسوں میں بھی. جب جمعہ پڑھاتے تب بھی ایسے ہی لہذا ہمارے لیئے تو سب سے بڑی مثال آپ ہیں. کیونکہ ان کو ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے باقیوں کو تو سنا ہوا ہے. لہذا اگر ایسا ہے تو ابتدائی درجہ ہے کہ آپ تقریر میں مزا لینا چاہ رہے ہیں اتار چڑھاؤ کو دیکھنا چاہتے ہیں ایسا نہ کریں ان چیزوں سے باہر نکلیں اپنے ذکر میں بھی ایسی کیفیت نہ پیدا ہونے دو اپنے آپ کو کنٹرول رکھو اگر تمہیں لگ رہا ہے کہ میرے ذکر میں ایسی کیفیت پیدا ہو رہی ہے تو واپس آؤ پیچھے ہٹ جاؤ یہ ہمارے سلسلے میں ہے ہی نہیں ہمارے سلسلے میں اس کا کوئی تعلق نہیں ہے ہاں جتنا خاموش ہو گا اتنی بڑی فیض کی برکت پائے گا.

جتنی زیادہ خاموشی میں جائے گا اتنا زیادہ اس کے اندر رحمت اور نور اُتر آئے گا.

یہاں یہ حال ہے یہ بہت بڑی سعادت ہے مجدد پاکؒ نے باقاعدہ اپنے مریدیں سے کہا ہوا تھا کہ جو میری مجلس میں وجد کرے اسے میری مجلس سے نکال دو اسے اُٹھاؤ اور فوراً باہر پھینک دو وہ باقیوں کا بھی ذوق خراب کر رہا ہے ہمارے سلسلے میں ایسا کچھ نہیں ہے تو آپ آگے فرما رہے ہیں یہ ابتدائی درجہ ہے اس سے آگے نکلنا چاہئے آگے عالم روح ہے. اس میں داخل ہونا چاہیے تجلیات روح پر وارد ہوتی ہیں جسم پر نہیں ہوتی اللہ کی تجلیات روح پر وارد ہوتی ہیں یعنی اگر کسی پر اللہ کی تجلی آئے گی تو وہ روح پر آئے گی جسم پے نہیں آئے گی اب جو اس کے جسم پر آئے گا یہ وہ کیا کر رہا ہے یہ ڈرامہ کر رہا ہے اس نے خود ہی اپنے آپ کو اس حرکت میں ڈالا ہوا ہے کیونکہ اللہ کی تجلی تو جسم پے آتی ہی نہیں اس کو تو جذب ہی روح کر سکتی ہے. جسم تو آگ مٹی ہوا پانی سے بنا ہوا روح کا ایک لباس ہے تمہارے یہ کپڑے کچھ نہیں کر سکتے زخم تمہارے کپڑے پے نہیں لگتا زخم تمہارے جسم پر لگتا ہے یہ تو لباس ہے اس کے اوپر اوڑھا ہوا ہے اس کا کوئی قصور نہیں ایسے ہی ہمارا جو جسم ہے گوشت پوشت کا یہ اصل میں روح کا ڈریس ہے. ڈریس اکیلا تو نہیں ہو سکتا روح کے اوپر تجلی آتی ہے .آگے فرمایا جب روح پر تجلیات نازل ہوں تو جسم کو پتا ہی نہیں چلتا صرف آنکھوں سے آنسو آجاتے ہیں.

آگے آپ نے فرمایا

انوار ہمارے مشائخ کی ارواح پر اترتے ہیں نقشبندی اہل روح میں سے ہوتے ہیں. لہذا یہ گفتگو جو آپ نے فرمائی ہے اور چونکہ آپ نے یہ بڑا عظیم یہ نقطہ کھول دیا ہے ہمارے نقشبندیوں کے اندر زیادہ لوگ اہل روح ہیں لہذا ان میں یہ چیزیں تم نہیں دیکھو گے یہ تڑپنا پھڑکنا ان میں نہیں ہوتا لہذا جب ایسا نہیں ہوتا تو بہت سارے دیگر سلاسل والے ہمارے اوپر الزام لگاتے ہیں کہ ہم بے ذوق لوگ ہیں یہ بے ذوق قسم کے لوگ ہوتے ہیں چپ کر کے بیٹھے رہتے ہیں تو وہ ہمارے لئے یہ بات کرتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے

ظرف پیدا کر سمندر کی طرح ۔ وسعتیں گہرائیاں خاموشیاں

جب سمندر بہت گہرا ہو جاتا ہے تو وہاں وہ خاموش ہو جاتا وہاں کوئی لہر اُٹھتی تمہیں نظر نہیں آئے گئے ہاں جونہی کنارے کی طرف آتا ہے وہاں گہرائی کم ہو جاتی تو وہاں لہریں اٹھتی ہیں تو کہا تم سمجھ نہیں پائے ہو تم لوگ ابھی دو فٹ پے گئے ہو یہ ۲۰۰۰ فٹ پے بیٹھا ہوا ہے تم اگر ۳ فٹ پے پہنچو یہ ۳۰۰۰۰۰ فٹ پے جا پہنچا ہے امیں خاموشی ہے یہ بے ذوق نہیں ہے یہ اصلیت تک جا چکا ہے.

آؤ میں تمہیں حضورﷺ کے دربار میں لے چلوں حضور علیہ السلام کے دربار میں صحابہ بیٹھے ہیں بلکل خاموش بے حس وحرکت کوئی جنبش نہیں ہو رہی حضور گفتگو کر رہے ہیں سب خاموش بیٹھے ہیں نظریں جھکی ہیں بعض دفعہ چہرا دیکھتے ہیں پھر نیچے کر لیتے ہیں پھر دیکھتے ہیں نیچے کر لیتے ہیں صرف دو صحابہ ایسے ہیں جن کے بارے میں آتا ہے کہ یہ دونوں حضور کے چہرے کو مسلسل دیکھتے رہتے تھے سیدنا صدیق اکبرؓ اور سیدنا فاروق اعظمؓ باقی کسی کی جرت نہیں تھی کہ وہ حضور کے چہرے کو مسلسل دیکھے نہیں دیکھ سکتے تھے دیکھتے پھر نیچے کر لیتے خاموش بلکہ بعض اوقت ایسا ہوتا کہ حضور کی مجلس میں صحابہ بیٹھے ہوتے اور پرندے آ کے کندھوں پے بیٹھ جاتے .یہ کن کا انداز ہے یہ نقشبندیوں کا انداز ہے ہم نقشبندی یہی کرتے ہیں ہم صحابہ سے ہی سیکھ کے ایسے ہیں ہم صحابہ کے ہی اس انداز اپنائے ہوئے ہیں کہ اپنے شیخ کے سامنے ایسے ہی بیٹھو تمہارا ایک ایک جز بھی ہلا تو یہ بھی بے ادبی ہے تو کہتے ہیں ہم بے ذوق ہیں یہ غلط تصور ہے.

تو مجدد پاکؒ نے فرمایا

کہ یہ سب کچھ تم سوچ رہے تھے کہ مجھے اب وجد نہیں آپاتا آپ فرمار ہے ہیں کہ یہ بچوں کا کام ہے کھیلنا جسد میں مردوں اور کاملین کا کام عالم ارواح میں ہے.لہذا تم اب جسم سے روح میں آ گئے ہو اور تمہاری یہ دوسری حالت پہلی حالت سے قرب خداوندی کی وجہ سے زیادہ بہتر ہو گئی ہے اب زیادہ قرب مل گیا ہے.زیادہ قریب ہو گئے ہو.

آگے آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنا جائزہ لیتے رہا کرو اگر تم حضور کی اس حدیث کے مطابق ہو گے ہو.

من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه

اسلام کا حسن یہ ہے کہ تم ہر وہ شے چھوڑ دو جو لایعنی ہے جو فضول ہے

جس کا کوئی تعلق نہ آخرت سے ہے نہ دنیا سے ہے وہ ہر شے تم سے چھوٹ گئی تو تمہارا اسلام حسین ہو گیا تمہارا اسلام سوہنا بن گیا ہے اگر لایعنی چیزیں چھوڑ دی اب یہ سارا کچھ لایعنی ہے ٹانھ ماری مکا مار دیا کسی کو اور اچھل کے نیچے گر گئے کسی اور کی گود میں جا گرے تو یہ سب لایعنی چیزیں ہیں تو آپ اس کا ریفرنس دے رہے ہیں کہ اگر یہ سب کچھ تم نے چھوڑ دیا اس کا مطلب اب تیرا اسلام حسین ہو گیا ہے اب تیرا ذکر بہترین ہو گیا ہے تیری عادتیں خوبصورت بن گئی ہیں کیونکہ تو نے لایعنی چیزوں سے ہاتھ اٹھا لیا ہے .(سبحان اللہ)

قبلہ ابوالبیانؒ ایک شعر لکھ رہے ہیں

؎ پوچھا تیرا نام کیا ہے بولا شیدا تیرا پوچھا تیرا کام کیا ہے
بولا چرچا تیرا پوچھا تیرا پتا کیا ہے بولا کوچہ تیرا

یعنی اپنی کوئی شے ہے ہی نہیں سارا کچھ حضور کا ہے

؎ کون کوئی میں کون نی اڑیو کون کوئی میں کوئی
جدھے نال میں نیوں لگایا او ہو جئی میں ہوئی

اور اگر آپ اپنے شیخ جیسے بنیں گے تو شیخ میں وجد نہیں ہوگا.دوسری بات جس پے میں لانا چاہتا تھا آپ کو.

ارشاد فرمایا

کہ یہ جو آپ پے حالت آئی ہے کہ اب آپ یہاں آ گئے ہیں کہ آپ کی کیفیات اس طرح نہیں رہی اور وہ مزے وہ کیفیات وہ رونا دھونا نہیں رہا تو اصل میں آپ کی پچھلی تمام جو بھی معرفت تھی اسے مٹا کر ایک نئی معرفت آپ کو دینے کی تیاری ہو گئی ہے.یعنی اب آپ ایک اور جہالت کے اندر داخل ہو گئے ہیں مزید جاہل ہو گئے ہیں پہلے جو جہالت تھی آپ نے اسے ختم کیا ذکر فکر کیا وہ جہالت ختم ہوئی اب اس کی جگہ معرفت میں آئے اللہ نے وہ ساری معرفت مٹا کے پھر جاہل کر دیا آپ کو وہ پچھلی ساری معرفت مٹا دی گئی ہے اور

اب آپ پھر جاہل ہو گئے ہیں نئی اب معرفت آئے گی وہ جاہلیت دوبارہ آ گئی جب وہ آئے اس کیفیت میں ایک بار تو پریشان ہوئے کہ یہ کیا بن گیا میرے ساتھ کہ میرے پاس تو رہا ہی کچھ نہیں تو وہ جہالت آ گئی آپ نے فرمایا کہ یہی تاثیر ہے ذکر کی جب انسان ذکر زیادہ کرتا ہے تو اس کی جہالت میں اضافہ ہو جاتا ہے.

مثال:

اللہ نے جو علم اتارا وہ بے شمار ہے ایک بندے نے پہلی کلاس پاس کی اس کا مطلب ایک حصہ اس کی جہالت ختم ہو گئی دوسری کی اور جہالت کم ہو گئی ایک بندہ ایم اے کر گیا سولویں جماعت پاس ہو گیا تو اس کے سولاں حصے جہالت کے ختم ہو گئے کور ہو گئے تو اصل میں آپ اپنی جہالت نہیں ماپ رہے اس سے. کہ میں اتنا جاہل ہوں 16% میں جاہل ہوں. پہلی کلاس پاس ہوئی تو علم آیا مٹا کیا جہالت سو فیصد جاہل تھے پہلے پھر دوسری تیسری بارھویں سولویں پاس کی جہالت ختم ہوئی.

اسی طرح اللہ کے راستے پر آپ جتنا بلند جاتے ہیں آپ اتنے بڑے جاہل ہوتے چلے جاتے ہیں اس معنے میں کہ آپ اللہ کے اعلیٰ علوم کو لیتے چلے جاتے ہیں اور اپنی جہالت کو مٹاتے چلے جا رہے ہیں مٹا آپ اپنی جہالت کو رہے ہیں علم کو نہیں مٹا رہے عمل اس کی جگہ آ رہا ہے علم اس کی جگہ فل کر رہا ہے وہ جو جہالیت کی وجہ سے آپ نے جگہ خالی چھوڑی ہوئی تھی اس جگہ پے علم آ رہا ہے اصل میں آپ اپنی جہالیت کو ہی ختم کر رہے ہیں تو جو جتنا بڑا اونچا اتنا بڑا جاہل یہاں الٹ سمجھتے ہیں پڑھے لکھے سمجھتے ہیں وہ پڑھا لکھا نہیں ہے جاہل آدمی ہے یہ سولاں درجے جاہل ہے یہ پی ایچ ڈی جاہل ہے اس کو پتا چل گیا ہے کہ اتنا میں جاہل تھا میں ایم فل جاہل تھا اب جس کو یہ پتا ہو کہ میں تو اپنی جاہلیت ناپ رہا ہوں وہ کبھی اپنے علم پے ناز کرے وہ اپنی ڈگری پے کبھی بات نہیں کرے گا وہ کبھی کسی کے آگے اپنا تکبر شو نہیں کرے گا. میں تو تم سے بڑا جاہل ہوں تم ابھی دسویں میں ہو تم مجھ سے چھوٹے جاہل ہو

تو یہی آپ فرما رہے ہیں کہ یہ جو آپ کے ساتھ ہوا ہے اصل میں آپ کی اب نئی معرفت آنی ہے لہذا آپ کو جاہلیت کا درجہ دیا گیا ہے وہ پچھلے سارے معاملات ختم کر دیئے گئے ہیں ایسا ہوتا ہے سالک کے ساتھ جس سالک مزید قرب اور وجوب کے مرتبوں میں جاتا ہے تو وہاں جہالت آتی ہے.

آقا علیہ السلام کی حدیث:

مَن عَرف الله كَل لسانه

جو اللہ کو پہچان گیا اس کی زبان چپ ہو گئی

وہ خاموش ہو گیا اس کا مطلب ہے یہ پہچان گیا تو چپ وہ ہی ہوتا ہے جو بولنے کے قابل ہی نہ رہے جو بول ہی نہ سکے کیا بولے ہے ہی کوئی شے نہیں جاہلیت مکمل ہو گئی لہذا آپ فرما رہے ہیں جس نے اللہ کو پہچانا وہ خاموش ہو گیا

اور حجرت مجدد پاکؒ نے یہاں یہ بھی فرمایا اللہ کی پہچان یہی ہے کہ وہ پہچانا نہیں جاتا اور جس کو یہ ادراک ہو گیا کہ اس سے آگے میں اب نہیں جا سکتا اصل میں وہی اللہ کو پا گیا تیرا نہ ملنا ہی تیرا ملنا ہے تیرا نہ پانا ہی تیرا پانا ہے تیرا قریب نہ آنا ہی تیرا قریب آنا ہے. تو آخر میں ایک اور بات آپ نے کی. ارشاد فرمایا کہ یہ باتیں بڑی لمبی اور نازک ہیں اور تمہیں ہماری زیادہ صحبت نہیں ملی یہ باتیں صرف خطوں سے حل نہیں ہوتیں اور اس طرح میں نہیں سمجھا پاؤں گا تم اصل میں ہماری صحبت میں کم رہے ہو.

صحبت مجلس پیر میرے دی بہتر نفل نمازاں

لہذا یہ آپ نے آخر میں کہہ کر مرید کی اصلاح کا حق ادا کر دیا. ہم سب نے اس بات کو ذہن نشین کرنا ہے کہ اپنی کسی طبیعت کا غلام نہیں ہونا اور اپنی کسی بھی کیفیت کو حرف آخر نہیں سمجھنا کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ آپ کو یہ عظیم موقعہ جو ملا ہوا ہے زندگی میں یہ موقع اللہ سب کو نہیں دیتا زندگی کسیکے اوپر اتنا بڑا احسان نہیں کرتی جتنا احسان آپ پے ہوا ہے کہ آپ اس رستے کے مسافر ہیں آپ کو باقاعدہ رہنمائی ملی ہوئی ہے آپ کو روزانہ کی بنیاد پے ماہانہ سالانہ آپ کو چیک کیا جاتا ہے آپ کی روٹین دیکھی جاتی ہے پھر آپ کے درجوں کو اوپر نیچے سارے معاملات کیے جاتے ہیں یہ بہت بڑی سعادت ہے ایک باقاعدہ چلتا ہوا سسٹم ہے جس کے اندر آپ رن ہو رہے ہیں لہذا میں چاہتا ہوں کہ آپ سب بہت بہتر ہو (انشاءاللہ)

اور اپنی ان کیفیات کا آپ میں کبھی بھی اس طرح نہ ہو کہ اس سے مغلوب ہو جائیں اور اس لیئے اس کو کھول کے بیان کر دیا کہ کل کو یہ آپ پے آنی ہے سب پے آنی ہے بار بار آنی ہے میں شروع میں دیکھا کرتا رہا ہمارے بچے جب درس لیا کرتے تھے بہت سارے ہمارے ساتھ آیا کرتے تھے میں ان سے کہتا تھا تم پے یہ سب کچھ آنا ہے اور جب آیا ان پے تو سب بھاگ گئے حالانکہ یہ ساری باتیں میں نے انہیں بتائیں ہوئی تھی کہ یہ تمہارے اوپر ہونا ہے یہ سارا کچھ آئے گا تمہارے اوپر قبض بھی آئے گی بسط بھی آئی گی فنا کی کیفیات بھی آئیں گی بقا سے گزرو گے تمہارے اوپر یہ سارے معاملات ہونے ہیں کیونکہ جو شیخ کت قریب آ گیا اب یہ فیض زبردست قسم کا انعکاسی فیض ہوتا ہے. یہ ریفلیکٹیڈ ہے آپ اس کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں تو ریفلیکشن اس کے آپ کی طرف جا رہے ہیں. وہ ضرور ہو گا اور اگر آپ قریب نہیں ہیں آپ اس کی سوچ میں بھی آ گئے ہیں تو بھی فیض چلا گیا آپ تک اور آپ اپنے گھر بیٹھے ہوئے ہیں آپ نے ان کو سوچا ہے تو بھی ان کا فیض آپ تک آیا ہے تو ہمارا فی انعکاسی ہے اس وجہ سے یہ سارا کچھ تمہارے ساتھ ہونا ہے فنا کے درجات اسی طرح نسیان ہو گا یہ جہالت آئے گی دل تنگ ہو گا بعض اوقات لگے گا کہ سارا کچھ پتا لگ گیا ہے مجھے عجیب و غریب آپ کیفیات سے گزر رہے ہوں گے. صبح اور ہو گی شام اور ہو گی رستہ طے ہو رہا ہے تو ایسے ہی ہونا ہے پھر تو پھر بڑی تکلیف ہوتی ہے جب چلا جاتا ہے کوئی اور وہ اس کو سمجھ نہیں پاتا کہ یہ تھوڑا سا بھی اور انتظار کرتا اس کی زندگی کے ایسے دن آنے والے تھے کہ اس کی نسلیں بھی قیامت تک اس فیض سے بھر جانی تھیں اگر یہ چلتا رہتا تھوڑا سا اور انتظار کر لیتا اس کے سر پر اتنا بڑا تاج سجنے والا تھا جس کی قیامت تک روشنی ہونی تھی لیکن بے وقوف چھوٹی سی کسی بات سے بھاگ گیا نظر ہی نہیں آتا انہیں کیفیات میں سے مغلوب ہو گیا کہ مجھے تو فیل ہی نہیں ہو رہا مجھے تو کچھ نہیں ہو رہا ہم ذکر کرت ہیں ہمیں تو کچھ نہیں ہوتا فلاں ذکر کرتے ہیں وظائف پڑھتے ہیں مجھے کچھ نہیں ہوتا اس طرح کی چیزوں میں آ کے ذلیل و خوار ہو گئے. کسی کیفیت سے مغلوب نہ ہوں بس چلتے رہیں. اور کسی بھی کیفیت کو اپنے اوپر طاری کر کے اس کے غلام نہ بنیں یہ بچوں کے کھلونوں کے معاملات ہیں ہمارا مقصد کسی بھی کیفیت کے ساتھ نہ پہلے تھا نہ آج ہے بہترین لیلۃ القدر وہ ہوتی ہے جس میں آپ کو کچھ بھی محسوس نہ ہو ہو سکا ابھی گزر گئی ہے وہ اور آپ کو پتا ہی نہیں چلا یعنی میں پھڑکا نہیں رویا نہیں میں تڑپا نہیں کچھ ہوا ہی نہیں کچھ نہ ہونا ہی تو لیلۃ القدر ہے یہ ایسا ہی ہے. ہم حضرت صاحب کو اکثر دیکھتے رہتے آپ پتا نہیں چلنے دیتے ایسے ہی بیٹھے ہوتے ہیں نارمل سی روٹین ہوتی ہے. لیکن میں نے نارمل روٹین میں بھی فرشتوں کے نزول دیکھے ہیں. نارمل سی بات کر رہے ہیں آپ اور اللہ کے کرم کے ایسے انداز دیکھے جو شاید ہزار بندہ اکٹھا روئے تو اتنا فیض نہ اترے جتنا نارمل سے انداز میں وہ بات کر رہے ہوتے ہیں. اور اس میں ان کی ساری برکت اتر آئے ہے کیونکہ حقیقت یہی ہے.

حقیقت خرافات میں کھو گئی ۔۔۔ یہ امت روایات میں کھو گئی

کون سنے اقبال تیری انجمن بدل گئی ۔۔۔ نئے زمانے میں تم ہمیں پرانی باتیں سنا رہے ہو

یہ کون سنے گا اس لئے ان چیزوں کا خیال رکھا جائے آپ اس راستے کے مسافر ہیں آپ کو چاہئے کی ان تمام چیزوں کو اپنے ٹپس پے رکھیں اس وقت میری کون سی کیفیت ہے اس وقت مجھے کیا کرنا چاہئے کیا میری اس وقت حالت ہے کیا بہتر معاملہ ہے مجھے اس پے رہنا ہے ہر صورت میں اس پر چلنا ہے چلتے جائیں

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

امید رکھ کے ایک دن آئے گا کہ یہ میری ساری کیفیات ٹھیک ہو جائیں گی انہیں کیفیتوں سے گزر گزر کر ہم پہنچے ہیں بس ایک ہی تھا کہ لگے رہنا ہے دل تنگ بھی ہو تو لگے رہنا ہے نہ جی چاہے تو بھی لگے رہنا ہے وقت جیسا بھی ہے بیٹھتے رہنا ہے بس اسی سے بنے ہیں لہذا ان باتوں کو امر کرنا ہے کیفیات کے غلام نہیں ہونا کبھی کچھ نہیں بھی فیل ہو رہا نماز اپنی جگہ ہے نماز پڑھیں میرا موڈ نہیں ہے کیوں نہیں پڑھنی ہے پھر بھی وظیفہ نہیں ہو رہا کیوں نہیں پڑھنا ہے یہ ختمات کا وقت آ گیا پڑھنا ہے کیفیات کے غلام نہ بنیں حالات کی وجہ سے نہ چھوڑیں آپ بہت کچھ پا جائیں گے یہی کامیابی کا سب سے بڑا راستہ ہے.

اللہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)